سیمینار ۱۱ نومبر ۲۰۰۸ء

خواتین کے زندہ درگور کیے جانے کے واقعہ کی تحقیق کے لیے غیر جانبدار تحقیقاتی کمیشن تشکیل دیا جائے

۱۱ نومبر ۲۰۰۸ء کو اسلامی نظریاتی کونسل اور قومی کمیشن برائے وقار نسواں کے زیر اہتمام اسلامی نظریاتی کونسل آڈیٹوریم میں بلوچستان میں خواتین کو زندہ دفن کردئے جانے کے بارے میں گول مذاکرہ میں مختلف سکالرز، تجزیہ نگار اور حقوق انسانی کے لیے کام کرنے والی تنظیموں کے ماہرین نے اس سنگین حادثہ کی تحقیق کے لیے جسٹس ماجدہ رضوی، جسٹس ناصرہ، جسٹس فخر النساء اور اسلامی نظریاتی کونسل و قومی کمیشن برائے وقار نسواں کے موجودہ سربراہوں پر مشتمل غیر جانبدار تحقیقاتی کمیشن تشکیل دینے کا مطالبہ کیا جو تحقیق کے بعد اس المناک سانحہ کے حقائق قوم کے سامنے پیش کرے۔ جناب ڈاکٹر محمد خالد مسعود، چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل نے کہا کہ قرآن مجید کی سورہ تکویر میں مناظر قیامت کو اس قدر زوردار انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک ایک لفظ چن چن کر استعمال کیا گیا ہے، انہی مناظر کے ضمن میں یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ زندہ درگور کی گئی عورت سے پوچھا جائے گا کہ اسے کیوں مارا گیا یعنی قاتل سے نہیں بلکہ مقتول سے پوچھا جائے گا، اس لیے کہ جسے بے زبان سمجھا جاتا تھا، اسے زبان دے دی جائے گی۔ افسوس کہ اب تک ہمارے معاشرے میں بے پناہ ظلم وجبر کو روا رکھا جارہا ہے اور آئے دن ایسے واقعات پیش آرہے ہیں۔ قوانین موجود ہیں مگر ان پر عمل نہیں ہورہا، اس طرح کے واقعات کی تفصیل میں جانے کی بجائے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے وجوہ واسباب کا سراغ لگایا جائے اور ان کے تدارک کے لیے کوششیں کی جائیں۔

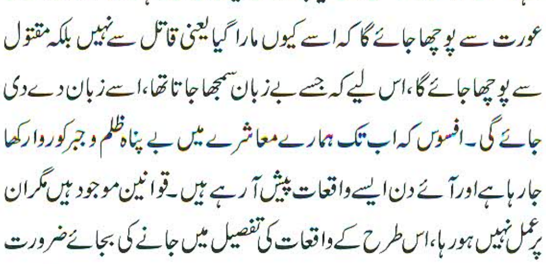

ڈاکٹر عارفہ زہرا، چیئرپرسن قومی کمیشن برائے وقار نسواں نے کہا کہ آج بھی ہمارے ملک کے بعض علاقوں میں روایتی قبائل نظام اپنی تمام خرابیوں کے ساتھ موجود ہے، سردار اور جاگیردار لوگ ایسے وحشیانہ جرائم کے اصل ذمہ دار ہیں، جنھوں نے اپنی شعوری کوششوں سے قبائلی نظام کی تاریکیوں میں علم کی روشنی نہیں آنے دی۔ انہوں نے کہا کہ معاشرے کی بنیاد تاریخ، جغرافیہ، معاشرت اور نفسیات جیسے چار عوامل پر ہوتی ہے اور یہ تمام عوامل اس طرح کے واقعات کی نفی کرتے ہیں۔ ماہر عمرانیات ڈاکٹر ثمر من اللہ نے کہا کہ ہمارے وفد نے جب نصیر آباد کی انتظامیہ سے پوچھا کہ مجرم کون ہیں اور وہ کہاں ہیں، تو انہوں نے بتایا کہ انہیں پکڑنا بہت مشکل ہے کیونکہ وہ سب زیر زمین چلے گئے ہیں اصل بات یہ ہے کہ حکومت خود ایسے مجرموں کی پشت پناہی کرتے ہوئے انہیں زیر زمین بھیج دیتی ہے۔ محترم طاہرہ عبداللہ نے کہا کہ کس قدر اندوہناک یہ سانحہ ہے کہ بابا کوٹ کی پانچ عورتوں کو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں زندہ دفن کردیا گیا اور ایک بلوچی سینیٹر نے علی الاعلان کہا ہے کہ یہ ہماری بلوچ روایات کا حصہ ہے کیا ایوان بالا کے ایک رکن کی طرف سے اس بھیانک جرم کے بارے میں اس تبصرے کے بعد ان جرائم کے ذمہ داروں کے بارے میں اب بھی کوئی شک ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ سینیٹر زہری کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے، ان کی سینٹ کی رکنیت ختم کی جائے، قصاص و دیت کے قوانین کو منسوخ کیا جائے اور قومی کمیشن برائے وقار نسواں کی سفارشات پر عمل کیا جائے۔ آئی اے رحمان نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے سوارہ، ونی، قرآن سے شادی اور غیرت کے نام پر قتل کے بارے میں نہایت مفید سفارشات پیش کی تھیں مگر سوال یہ ہے کہ حکومت نے ان کے مطابق ابھی تک قانون سازی کیوں نہیں کی تاکہ اس طرح کے واقعات کا سد باب ہوسکتا۔ مولانا عبداللہ خلجی، رکن کونسل نے کہا کہ یہ مسئلہ کسی ایک علاقے یا شہر کا نہیں ہے بلکہ یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے، ظلم جہاں بھی ہو وہ ظلم ہے، بہرحال ختم ہونا چاہئے۔ گول مذاکرہ سے روبینہ عرفان صوبائی وزیر برائے قانون و پارلیمانی امور بلوچستان اور عورت فاؤنڈیشن کے نعیم مرزا نے بھی خطاب کرتے ہوئے اس اندوہناک واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے غیر جانبدارانہ تحقیقات پر زور دیا۔